قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۲۱ | مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۰ء یوم شنبہ | مطابق ۲۰ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ؛

۱۲ اگست بعد از نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری کا نکاح سعیدہ بیگم صاحبہ بنت مولوی محمد عبداللہ صاحب بوتالوی کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے ؛

قاضی محمد علی صاحب کا مقدمہ ۲۵ اگست کو پیش ہوگا۔ موجودہ عدالت میں مقدمہ آخری مرحلہ پر پہنچ گیا ہے۔ احباب قاضی صاحب موصوف کو اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے قاضی صاحب ہر طرح خوش وخرم ہیں ؛

جماعت احمدیہ مونگ کے جلسہ پر مولوی غلام رسول صاحب راجیکی شیخوپورہ سے اور مولوی محمد یار صاحب اور گیانی واحد حسین صاحب مرکز سے بھیجے گئے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہمارا انجام کیا ہوگا؟

(قریباً ۳۳ سال قبل کی تحریر)

بجز خدا کے انجام کون بتلا سکتا ہے۔ اور بجز اُس غیب دان کے آخری دنوں کی کس کو خبر ہے۔ دشمن کہتا ہے۔ کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جاوے اور حاسد کی تمنا ہے۔ کہ اس پر کوئی ایسا عذاب پڑے۔ کہ اس کا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں۔ اور عنقریب ہے کہ ان کے بدخیالات اور بدارادے انہیں پر پڑیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوں۔ اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں۔ حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نہ اُس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے۔ وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اس کی طرف سے ہیں۔ وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے۔ اور سچائی کی روح ان کے اندر ہوتی ہے۔ اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں۔ اور پیسے جائیں۔ اور خاک میں ملائے جائیں۔ اور چاروں طرفوں سے ان پر لعن طعن کی بارش ہو۔ اور ان کے تباہ کرنے کیلئے سارا زمانہ منصوبے کرے۔ تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اُس سچے پیوند کی برکت سے جو ان کو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں۔ ہر یک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے۔ کہ اول صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو جب کسان کئی مہینہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے۔ اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی۔ سُرمہ کی طرح پس جاتی ہے۔ اور ہوا اس کو ادھر اُدھر اڑاتی ہے۔ اور پریشان کرتی رہتی ہے۔ اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک انجان سمجھتا ہے۔ کہ کسان نے اچھی بھلی زمین کو خراب کر دیا۔ اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی۔ لیکن اس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اُس زمین کا اعلےٰ جوہر بجز اُس درجہ کے کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اُس زمین میں گندم عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے۔ اور وہ دانے خاک میں مل کر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا وہ رنگ و روپ سب جاتا رہتا ہے۔ لیکن وہ دانا کسان اس لئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے۔ کہ وہ اُس کی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں۔ بلکہ دانے اُس کی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے۔ کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے۔ اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور

بیان فرمائے۔ چونکہ مغرب کا وقت ہو گیا تھا اس لئے تبرک و تفاؤل کے طور پر قرآن شروع کرکے سورہ فاتحہ کا صرف ترجمہ فرمایا اور پھر دعا کی گئی ؛

اِسلامی مُمالک کی خبریں اور اہم کوائف

مِصر کے فسادات

گذشتہ دو ماہ سے حکومت مصر اور پبلک ایک دُوسرے کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔ مصر میں چار سیاسی جماعتیں ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ با اقتدار حزب الوفد ہے۔ اس کے قائد اعظم سعد زاغلول پاشا تھے۔ جن کے مرنے کے بعد اب اس کے رئیس مصطفٰے نحاس پاشا ہیں۔ اسے اس وقت ملک کی اکثریت نمائندگی اور امداد حاصل ہے:۔

اس دفعہ اس جماعت کے لیڈر نحاس پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے اور حکومت برطانیہ سے مصر و سوڈان کے استقلال کے متعلق گفتگو کرنے کے لئے لنڈن بھی گئے۔ لیکن سوڈان کا مسئلہ حل نہ ہو سکا اور گفتگو منقطع ہو گئی۔ وہاں سے واپسی پر انہوں نے وزراء کے محاکمہ کے متعلق ایک قانون بنایا۔ اور برائے منظوری شاہ مصر کی خدمت میں پیش کیا۔ شاہ مصر نے اسے منظور نہ کیا۔ مصری پارلیمنٹ کی میعاد ختم ہونے میں صرف ایک ماہ باقی رہتا تھا۔ اس لئے ان کی خواہش تھی۔ کہ یہ قانون جو نظامِ حکومت کی حمایت کی غرض سے وضع کیا گیا ہے۔ اسی سال پارلیمنٹ میں پیش ہو کر نافذ کر دیا جائے۔ تاکہ وزراء آئندہ نظام حکومت کے انقلاب کی جدوجہد نہ کر سکیں۔ جیساکہ دَورِ گذشتہ میں دو مرتبہ ہو چکا ہے۔ نحاس پاشا کی یہ خواہش چونکہ پُوری نہ ہوئی۔ اس لئے مستعفی ہو گئے۔ اور صدقی پاشا جو دوسری جماعت حزب الاحرار سے تعلق رکھتے ہیں وزیر اعظم مقرر ہُوئے۔ انہوں نے وزیر اعظم ہوتے ہی ایوان حکومت کو ایک مہینے کے لئے بند کر دیا۔ نحاس پاشا نے اسے دستور کے خلاف قرار دے کر احتجاج کیا۔ اور اپنی جماعت کے ساتھ زبردستی ایوان میں داخل ہو کر اجلاس کیا۔ اور حفاظتِ دستور کی قسم کھائی اور پراپیگنڈا کرنے کے لئے بلبیس اور منصورہ گئے۔ سرکاری حکام نے ان کی آمد سے نقضِ امن کا اندیشہ ظاہر کیا۔ اور جلسوں کو روک دیا۔ نحاس پاشا نے اپنی پارٹی کی اکثریت کے بل بوتے پر جلسہ کیا۔ حکومت نے مزاحمت کی جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ سخت فساد ہُوا۔ اور ۱۴ آدمی مارے گئے۔ جن میں سے دو غیر ملکی تھے ایک سو تیس آدمی زخمی ہُوئے۔ حکومت نے اپنی قوت و طاقت کا مظاہرہ کرتے ہُوئے چند اخبارات کو اس فساد کا ذمہ دار قرار دے کر بند کر دیا۔ جس سے پبلک کے جذبات اور بھی برانگیختہ ہو گئے اور حکومت کی کوشش کے باوجود تمام ملک میں مکمل ہڑتال کی گئی۔ ابھی شورش بڑھتی جا رہی ہے۔ حکومت برطانیہ نے غیر ملکی لوگوں کی حفاظت کے لئے اپنے جنگی جہاز بھیجدیئے ہیں۔ مقامی حکومت نے قانون شکنی کو روکنے کے لئے پانچہزار سپاہ جو پولیس اور فوج پر مشتمل ہے۔ شہر میں متعین کر دی ہے:۔

ٹرکی اور ایران

انگورہ سے آمدہ خبریں مظہر ہیں۔ وہاں یہ افواہ پھیل رہی ہے کہ ان کُردوں کی جنہوں نے حال میں ٹرکی سرحد پر حملہ کیا تھا۔ حکومت ایران مدد کر رہی ہے۔ اس سے عوام میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے ٹرکی سفیر نے جو طہران میں متعین ہے۔ حکومت ایران کو اس طرف توجہ دلائی ہے۔ اور درخواست کی ہے۔ کہ حکومت اپنی پولیس کے ذریعہ ان شورش پسند کُردوں کو حدودِ ایران سے آگے نہ بڑھنے دے۔ کُردی حملہ آوروں کی تعداد دس ہزار بتائی جاتی ہے جو سب کے سب مسلح ہیں۔ ٹرکی فوج کو حملہ آوروں کی مدافعت کرنے میں بہت نقصان اُٹھانا پڑا۔ اس کا ارادہ ہے۔ کہ کُردوں کے خلاف وسیع پیمانہ پر جنگی کارروائی کی جائے۔ اس مقصد کے لئے فیضی پاشا چیف آف سٹاف ترکی فوج کے معائنہ کے لئے مشرقی علاقوں کی طرف روانہ ہو گئے ہیں:۔

تازہ خبر یہ ہے۔ کہ چونکہ حکومت ایران نے کُردوں کے خلاف حکومت ٹرکی کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کر دیا ہے اس لئے ۱۱۔ اگست حکومتِ ایران کو ایک نیا نوٹ بھیجا گیا۔ اور بہت جلد جواب طلب کیا گیا۔ جسے ایران کے خلاف ٹرکی کا الٹی میٹم قرار دیا جا رہا ہے:۔ آخری خبر یہ ہے کہ ترکی فوج نے ایرانی علاقہ میں داخل

شام میں فرانسیسی دستور سے بیزاری

سلطان پاشا اطرش نے لیگ آف نیشنز کو تار دیا ہے جس میں فرانس کے شامی دستور کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہوئے لکھا ہے۔ شامی دستور جو حکومت فرانس نے وضع کیا ہے۔ چونکہ وحدت شام کے منافی اور اُن فرانسیسی بیانات کے برعکس ہے جو اُس نے مجلس بین الاقوام کے سامنے دیئے۔ اس لئے ہم اس دستور سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ اور اپنے حقوق اور اپنے خونوں کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہُوئے جو حریت کی قربان گاہ پر بہائے گئے ہیں۔ لیگ آف نیشنز کی توجہ شام اور شامی استقلال کی طرف مبذول کراتے ہیں:۔

سلطان اطرش نے ایک اہم بیان بھی شائع کیا ہے جس میں اہل شام کی بہادری کا تذکرہ اور فرانسیسی مظالم سے اظہارِ نفرت کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ جب تک ہمارے مطالبات پُورے نہ ہونگے۔ ہم برابر احتجاج کرتے رہیں گے۔ آخر میں آپ نے اہل شام کو ایک مرکز پر متحد ہونے کی دعوت دی ہے:۔

سُلطان ابن سعُود کی چِٹھی جل کر مرنے والے حاجیوں کے متعلق

مکہ معظمہ سے آئی ہُوئی خبریں مظہر ہیں۔ کہ پچھلے دنوں جدہ میں حاجیوں کا جو جہاز جل گیا تھا۔ اور جس میں بہت سے حاجی بھی جل کر فوت ہو گئے تھے۔ اس کے متعلق ملک الحجاز سلطان ابن سعود نے شاہ یمن کو لکھا ہے۔ کہ وُہ اس جہاز میں جل جانے والے مسافروں کی تفصیل بھیجدیں۔ اور اُن کے رشتہ داروں سے کہدیں۔ کہ وُہ اپنے ہلاک ہونے والے آدمیوں کے متعلق اپنے دعوے پیش کریں۔ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ساری کارروائی انشورنس کمپنی سے معاوضہ وصول کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ جس نے ایشیا جہاز کا بیمہ کیا تھا:۔

حالاتِ کابل

کابل کی خبریں مظہر ہیں۔ کہ یقیناً وہاں اس افواہ کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھا گیا ہے۔ کہ امان اللہ خاں غالباً افغانستان کے قصد سے قسطنطنیہ روانہ ہو گئے ہیں۔ دُوسری طرف کابل کے حلقوں میں یہ خبر گرم ہے۔ کہ آپ قسطنطنیہ سے اس لئے چلے آئے ہیں۔ کہ ترکی حکام ان کے قیام قسطنطنیہ کو پسند نہیں کرتے اور نہیں چاہتے تھے۔ کہ وُہ زیادہ دیر تک وہاں ٹھہرے رہیں۔ ریوٹر کا بیان ہے۔ کہ امان اللہ خاں ایتھنز میں پہونچ گئے ہیں۔ اور وہاں سے روما جا رہے ہیں۔ جہاں وُہ اپنے بیان کے مطابق نجی اور ذاتی کاروبار کی غرض سے گئے ہیں۔

فی الحال ان افغان طالبات کی قسمت کا تصفیہ کرنے کے لئے بہت گفت و شنید ہو رہی ہے۔ جو حال ہی میں یورپ سے واپس آئی ہیں۔ یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ بحث کا طالب ہے۔ کہ آیا موجودہ والئے کابل باوجود اپنی نیک نیتی کے ان کے لئے ملازمت یا کاروبار کا انتظام کر سکیں گے۔ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ ان طالبات کو یورپ کی طرف واپس لوٹا دیا جائے۔ تاکہ یا تو وُہ مختلف ممالک کے افغانی سفارتخانوں میں کام پر لگا دی جائیں۔ یا کسی دوسری جگہ کام کاج کریں:۔

کابل میں اب ہیضہ بالکل نہیں ہے۔ اس کا پُورے طور سے خاتمہ ہو گیا ہے۔ اس کے لئے پشاور سے خاص طبی امداد بھیجی گئی تھی۔ مگر غزنی اور قندھار میں اس کا خفیف سا اثر باقی ہے۔

بحرین میں پیٹرول کے چشمے

بحرین میں پیٹرول کے دو چشمے دریافت کئے گئے ہیں۔ جن کی کھدائی کے لئے ایک مشترکہ امریکن برٹش کمپنی قائم کی گئی ہے کمپنی کی طرف سے ضروری سامان اور ماہران فن کی ایک جماعت اس مقصد کے لئے ارسال کر دی گئی ہے۔

ایران میں سونے کی کانیں

ماہرین معدنیات نے اطراف خراسان میں سونے اور قیمتی دھاتوں کی چند کانیں دریافت کی ہیں۔ دولت ایران کی خواہش یہ ہے۔ کہ ان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۳۰ء

مسلمانانِ ڈھاکہ کی امداد

پچھلے دنوں ڈھاکہ کے مسلمانوں پر ہندوؤں نے جو مظالم توڑے وُہ نہایت ہی دردناک تھے۔ ان کی وجہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں ہلچل مچ جانی چاہیئے تھی۔ اور ڈھاکہ کے غریب اور بےکس مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن افسوس کہ مُسلمانوں نے اپنی مسلمہ غفلت اور لاپرواہی سے کام لیا۔ اور ڈھاکہ کے مسلمانوں کو موت کے منہ میں دیکھتے ہُوئے خاموش بیٹھے رہے۔ وُہ وقت گذر گیا۔ اور مسلمانوں کو جان و مال کا جس قدر نقصان پہونچنا تھا۔ پہونچ گیا لیکن ہندوؤں کی اس سے سیری نہ ہُوئی۔ اور وُہ مسلمانوں کے مصائب میں اضافہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں انہیں ملازمتوں سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ کارخانوں سے نکال دیا گیا ہے۔ اور ہر طرح کے بائیکاٹ کا ہدف بنایا جارہا ہے۔ ڈھاکہ کے مُسلمان ہندوؤں کی لوٹ مار اور آتش زدگی کی وجہ سے پہلے ہی بےحال ہو چکے تھے۔ اب بے روزگاری اور مکمل بائیکاٹ نے ان کا ناک میں دم کر رکھا ہے :۔

ان حالات سے متأثر ہو کر اس علاقہ کے بعض دردمند اور ہمدرد مسلمانوں نے مصیبت زدہ مُسلمانان ڈھاکہ کی امداد کے لئے ایک امدادی کمیٹی بنائی ہے۔ جس میں بہت سے معزز مسلمان شامل ہیں۔ ان کی طرف سے امداد کے لئے ایک اپیل حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی موصُول ہُوئی ہے۔ جو دوسری جگہ درج ہے۔ حضُور نے ان مسلمانوں کی اس ہمدردانہ کوشش اور سعی کو بنظرِ پسندیدگی دیکھا اور اس میں امداد کے طور پر دو سو روپیہ مظلومین کی امداد کے لئے بھجوایا ہے :۔

ڈھاکہ کے تباہ حال مسلمانوں کی امداد کرنا نہ صرف بنگال کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ بلکہ دوسرے صُوبوں اور خاص کر پنجاب کا بھی فرض ہے۔ اور اگر ایسے مواقع پر ایک دوسرے کی امداد کے لئے ہاتھ بڑھایا جائے۔ تو آپس کے تعلقات بہت مضبُوط ہو سکتے ہیں۔ اور بہت سے خطرات اور نقصانات سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ پس صاحب استطاعت مسلمانوں کو اپنی استطاعت کے لحاظ سے ضرور اس امدادی فنڈ میں حصّہ لینا چاہیئے۔ اور اپنے بنگال کے مظلوم بھائیوں پر ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ ہر جگہ اور ہر علاقہ کے مسلمان ان کے ساتھ پوری پوری ہمدردی رکھتے۔ اور ان کے دکھ درد میں شریک ہونے کے لئے تیار ہیں :۔

مسلمانانِ ہند پر اغیار کے حملوں اور ان کی ایذا رسانیوں کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ مسلمان اس قدر پراگندہ اور اتنے منتشر ہیں۔ کہ ایک جگہ کے مسلمانوں کو خواہ کس قدر مظالم کا نشانہ بنایا جائے۔ دوسروں کو ان سے کچھ بھی ہمدردی پیدا نہیں ہوتی۔ کسی واقعہ سے لاعلم اور ناواقف ہو کر اس کی طرف توجہ نہ کرنا تو الگ بات ہے۔ مسلمان سب کچھ سنتے۔ بلکہ دیکھتے ہُوئے بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور اپنے بھائیوں کو ظالم اور بے رحم لوگوں کے مظالم کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اگر اس بے غیرتی اور بے حسی سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ یہ حالت ہو۔ کہ ملک کے دور دراز کونہ میں بھی جہاں مسلمانوں پر کوئی ظلم کرے۔ اُس سے نہ صرف تمام ہندوستان کے مسلمان بے چین ہو جائیں۔ بلکہ ہر ممکن ذریعہ سے ان کی حفاظت اور امداد کرنے لگ جائیں۔ تو آج ان مظالم کا انسداد ہو سکتا ہے۔ جو غیروں کی طرف سے مسلمانوں پر کئے جاتے ہیں۔ بے شک مجموعی لحاظ سے ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی ہے۔ لیکن ستم تو یہ ہے۔ کہ پنجاب اور بنگال جہاں مسلمان بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔ وہاں بھی نہایت ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہندو جب چاہتے ہیں۔ ساز و سامان کے ساتھ تیار ہو کر اُٹھتے ہیں۔ اور مُسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان پہونچا کر شور برپا کر دیتے ہیں اس پر سارے ہندوستان کے ہندوؤں کی حمایت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور وُہ ہر قسم کی امداد انہیں دیتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ دوسری جگہ پہلے سے بھی زیادہ بےخوف اور نڈر ہو کر حملہ کیا جاتا۔ اور مسلمانوں کی تباہی کے سامان مہیا کر دیئے جاتے ہیں :۔

مُسلمان غور کریں۔ ایسی حالت کب تک برداشت کی جا سکتی اور اس کے ہوتے ہوئے مسلمان کتنا عرصہ زندہ رہ سکتے ہیں اس تباہی سے بچنے کی ایک ہی صُورت ہے۔ اور وُہ یہ کہ مسلمان مصیبت کے وقت میں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ ایک دوسرے کے دکھ سے بے چین ہو جائیں۔ اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک اپنے دوسرے بھائیوں کو خواہ وُہ ملک کے کسی حصّہ میں ہوں۔ اور کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ مصائب و آلام سے بچا نہ لیں :۔

اسی بات کو مدنظر رکھتے ہُوئے ہم مسلمانانِ ڈھاکہ کی امداد کے لئے تمام مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں۔ کہ وُہ ضرور مصیبت کے وقت میں اپنے بھائیوں کی امداد کرینگے۔

چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ دیگر علاقوں کے مسلمانوں نے جس وقت مسلمانانِ ڈھاکہ کے مصائب اور تباہیوں کا ذکر سُنا تھا اسی وقت خود بخود امداد کا ہاتھ بڑھاتے۔ لیکن اگر وُہ ایسا نہیں کر سکے۔ تو اب جبکہ اس علاقہ کے معززین نے امداد کی درخواست کی ہے۔ ضرور حسب توفیق اس میں حصہ لینا چاہیئے۔ اور اس طرح بنگال کے مسلمانوں سے اپنے برادرانہ تعلقات استوار کرنے کے اس موقعہ کو رائگاں نہیں جانے دینا چاہیئے :۔

خودکشی کی حرام موت

اخبارات میں شایع ہُوا ہے۔ کہ چارسدہ کے ایک شخص حاجی شاہ نے اس لئے خودکشی کر لی۔ کہ گجرات جیل سے ضمانت دے کر رہائی حاصل کرنے پر اس کے رفقاء نے اس کا بہت بُری طرح استقبال کیا۔ اسے لعن طعن کے علاوہ منہ کالا کرکے گدھے پر بھی سوار کیا :۔

سیاست کے مقابلہ میں مذہب کو نظر انداز کر دینے کے نتیجہ میں مسلمان جن حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے جسے بےہودگی کی انتہا سمجھنی چاہیئے۔ اور اس کے خلاف سخت نفرت اور حقارت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسلام نے خودکشی اتنا بڑا جرم قرار دیا ہے۔ کہ اس کا ارتکاب کرنے والے کو خدا تعالےٰ کی مغفرت سے محروم قرار دے دیا ہے۔ لیکن افسوس بعض مسلمان کہلانے والوں کے دل و دماغ کو سیاست نے اس قدر ماؤف کر رکھا ہے۔ کہ وُہ اس حرام موت کو "احساس خودداری" قرار دے رہے ہیں۔ حتےٰ کہ ایک مسلمان اخبار نے جو کانگریس کی حمایت کی خاطر مسلمانوں کے فوائد برباد کرنے میں خاص شہرت حاصل کر چکا ہے۔ اب اسلامی تعلیم کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے اسے "حاجی شاہ کا احساس خودداری" بتایا ہے۔

"پرکاش" کی ناواقفیت

آریہ صاحبان احمدیت پر اعتراض کرتے ہُوئے نہ صرف عقل و فکر سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ معمُولی واقفیت سے بھی بالکل کورے ہونے کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں۔ اخبار "پرکاش" (۲۷ جولائی) نے اس بارے میں تازہ مثال یہ لکھ کر ظاہر کی ہے۔ کہ :۔

"مرزا صاحب کی پیشگوئی ہے۔ کہ قرآن اُٹھ جائے گا"

اور اس پر یہ اعتراض کیا ہے۔ کہ

"حالات بتاتے ہیں۔ کہ احمدی اس کے پُورے طور پر پُورا

ہونے کے قائل نہیں۔ اگر ہوتے تو قادیان میں قرآن کے درس بند ہو چکے ہوتے۔ اس حالت میں جب مرزا غلام احمد کی پیشگوئی ہے۔ کہ قرآن اُٹھ جائے گا۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ جو احمدی اس پیشگوئی کے پُورا ہونے میں حائل ہو رہے ہیں۔ وُہ ثواب کے مستحق ہیں۔ یا عذاب کے؟"

بنا رفاسد علے الفاسد اسی کو کہتے ہیں۔ نہ کوئی احمدی یہ کہتا ہے۔ کہ "مرزا صاحب کی پیشگوئی ہے۔ کہ قرآن اُٹھ جائے گا۔" اور نہ ان سے وُہ سوال کیا جا سکتا ہے۔ جو "پرکاش" نے اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے گھڑا ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ قرآن کے اُٹھ جانے کی پیشگوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود کے ذریعہ قرآن دُنیا میں قائم ہوگا۔ اور "قادیان میں قرآن کے درس" جاری ہونے اسی پیشگوئی کے پُورا ہونے کا ثبوت ہے۔

آریوں کو ہم دوستانہ مشورہ دیں گے۔ کہ ہمارے خلاف اعتراض کرتے وقت یا ہم سے سوال پوچھتے وقت صحیح اور درست واقفیت حاصل کر لیا کریں۔ اور خواہ مخواہ اعتراض کرنے کے شوق میں بالکل بے سر و پا باتیں ہماری طرف منسُوب کر کے اپنے لئے سامان خفت نہ بہم پہونچایا کریں۔

شاہِ کابل کا دانشمندانہ حکم

بے بنیاد اور فتنہ انگیز افواہیں قوموں کے لئے تباہی اور بربادی کا باعث ہوتی ہیں۔ قرآن مجید نے بڑی سختی سے ایسی افواہوں کے پھیلانے سے روکا ہے۔ اور یہاں تک نصیحت کی ہے۔ کہ اگر قوم پر اثر ڈالنے والی کوئی صحیح خبر بھی ہو۔ تو بھی وُہ ہر کس و ناکس کے پاس بیان نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اولوالامر کو پہنچانی چاہیئے۔ خوشی کی بات ہے۔ کہ موجُودہ شاہ کابل جہاں ملت افاغنہ کی اصلاح و بہبُودی کے لئے اور بہُت سی اصلاحات نافذ فرما رہے ہیں۔ وہاں انہوں نے اس قسم کی فتنہ انگیزیوں کو بھی محسُوس کیا ہے اور اپنے ایک خطبہ میں قوم کو مخاطب کرتے ہُوئے فرمایا:۔

"اگر کوئی شر انگیز بات سُنو۔ تو جان لو۔ کہ وُہ شیطان کی زبان سے نکلی ہے۔ پہلے بات کہنے والے کو نصیحت کرو۔ اور بتاؤ کہ پیارے بھائی۔ یہ بات بے اساس ہے۔ اور ملت کے لئے مضر ہے۔ اگر وُہ نہ مانے۔ تو اُس کے مونہہ پر ایک مُکہ لگاؤ اور ایسا مُکہ لگاؤ۔ کہ اس کے دانت ٹُوٹ کر اُس کے حلق میں گر پڑیں۔ کیونکہ عام لوگوں کی راحت و آسائش کے لئے ایک شخص کو سزا دینا جائز ہے۔" (انقلاب ۸ر اگست)

اگر ہر جگہ اور ہر قوم میں فتنہ انگیزوں کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے تو قوم اُن کی ہلاکت آفرین باتوں سے محفوظ رہ سکتی ہے۔

مالویہ جی کا بیان اپنی رہائی پر

مالویہ جی کی گرفتاری اور کسی سے جُرمانہ لے کر انہیں مجبور کر کے رہا کر دینے پر ہم نے ایک مختصر نوٹ میں لکھا تھا:۔

"اگر مالوی جی کو سزا دینے کی یہ غرض تھی۔ کہ گورنمنٹ کے خزانہ میں ایک سَو روپیہ کا اضافہ ہو جائے۔ تو خیر۔ ورنہ معلُوم نہیں۔ انہیں گرفتار کرنے اور پھر جیل چھوڑنے پر مجبُور کرنے کے ڈرامہ کی کیا ضرورت تھی۔ اور اس طرح سزا دینے کی غرض کیونکر پُوری ہو گئی؟"

مالویہ جی نے رہائی کے بعد جو بیان دیا۔ اس میں فرمایا۔

"اگر ضرورت ہُوئی۔ تو میں بیس مرتبہ ایسا ہی کرونگا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ پنڈت مالویہ نے اپنی رہائی سے وہی فائدہ اٹھایا۔ جو اس حالت میں اُنہیں اٹھانا چاہیئے تھا۔

وفاتِ مسیح علیہ السلام

اگرچہ علماء کا ایک طبقہ ابھی تک وفات مسیح علیہ السلام کا قائل نہیں۔ اور وہ اسی پر زور دیتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ بخلاف تمام دیگر انبیاء علیہم السلام زندہ بجسد عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور اب تک زندہ موجُود ہیں۔ لیکن روشن خیال اور سمجھدار مسلمانوں کے لئے یہ مسئلہ بالکل صاف ہو چکا ہے۔ اور وُہ نہ صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔ بلکہ نہایت بے تکلفی سے اس کا اعلان کرنے میں بھی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ چنانچہ معاصر روزنامہ "ہمت" لکھنؤ (۱۰۔ اگست) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا ذکر کرتا ہُوا لکھتا ہے:۔

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے پانچسو ستر برس بعد جس وقت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ہیں۔ انسانی مزاج پر حیوانیت کا اس قدر غلبہ تھا۔ اور اس دُنیا میں ظلم و جہالت کی وُہ گرم بازاری تھی۔ کہ فرعون اور نمرود کے زمانہ میں بھی نہ ہوگی۔"

دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کی کبھی نہ پوری ہونے والی امید سے مایوس ہو کر مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ ان کی وفات کا قائل ہو رہا ہے۔ اور باوجود علماء کی سر توڑ کوشش کے اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

کاش ایسے مسلمان اس سے اگلا قدم اٹھائیں۔ اور خدا تعالےٰ کی طرف سے جو مثیل مسیح بھیجا گیا ہے۔ اسے قبول کریں۔

سرحد میں آفریدیوں کی شورش

سرحد میں آفریدیوں کی نئے سرے سے جو شورش شروع ہُوئی ہے۔ وُہ کئی لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ "سول اینڈ ملٹری گزٹ" نے حال ہی میں ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے:۔

اس بات کا ثبوت موجُود ہے۔ کہ سرحدی شورش انگیزوں کو کانگریس کی طرف سے نہ صرف مالی امداد بہم پہونچائی گئی ہے بلکہ یہاں تک کہا گیا ہے۔ کہ پشاور کے لوگ ان کی حمایت کے لئے تیار ہیں۔ اور بکثرت مال غنیمت موجُود ہے۔

یہ خیال بہُت کچھ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آفریدیوں کو سوائے لوٹ مار کے انگریزی علاقہ میں شورش پھیلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ انہیں نہ تو صوبہ سرحدی کو زیادہ حقُوق ملنے سے کوئی تعلق ہے۔ نہ اصلاحات سے کوئی واسطہ۔ کیونکہ وہ آزاد علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ علاوہ ازیں انہیں گورنمنٹ ہند کی طاقت اور جنگی ساز و سامان کا بھی خوُب اندازہ ہے۔ اور وُہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ انگریزی حکومت انہیں کچل کر رکھ سکتی ہے۔ باوجُود اس کے ان کا پشاور پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھنا اور یہاں تک جرأت کرنا کہ انگریزی علاقہ میں داخل ہو کر ملٹری سٹور کو جلا دینا۔ رسل رسائل کے ذرائع منقطع کر دینا حتےٰ کہ شہر میں جاسوسی کے لئے داخل ہو جانا یہ سب اس قسم کے قرائن ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وُہ بن بُلائے نہیں آئے۔ ان کی اس شورش میں یقیناً ان لوگوں کا ہاتھ ہے۔ جو سرحدی مسلمانوں کو گورنمنٹ سے ٹکرا کر ان کی تباہی و بربادی کے سامان پیدا کر رہے ہیں۔

سرحدی مسلمانوں کو جہاں ہم اس نہایت نازک اور خطرناک وقت میں یہ برادرانہ مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ وُہ قطعاً اس قسم کی شورشوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں۔ اور ان میں کسی طرح حصہ نہ لیں۔ وہاں ہم مسلمان لیڈروں سے بھی گذارش کریں گے۔ کہ وُہ سرحدی علاقہ کی خبر لیں۔ اس کی تباہی کے لئے جو کوششیں دشمنوں کی طرف سے کی جا رہی ہیں۔ ان کا انسداد کریں۔ اور اپنے ان بھائیوں کو موت کے منہ سے بچائیں جو مسلمانان ہند کے لئے بڑی تقویت کا موجب ہیں۔

اہل کانگریس کا سرحد میں اس قسم کی شورشیں برپا کرانے کا سوائے اس کے اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ کہ حالات کو زیادہ خطرناک اور پیچیدہ بنا کر مسلمانانِ سرحد کے لئے دوسرے صوبوں کے مساوی حقوق حاصل کرنے میں روکاوٹیں پیدا کریں۔ اس لحاظ سے مسلمانوں کا ان شورشوں میں حصہ لینا اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا مارنا ہے۔

حقائق القرآن

(فرمودہ)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

سورۃ العصر

(بقیہ رکوع)

یہاں خُسر سے بچنے کا یہ گُر بتلایا گیا ہے۔ کہ انسان اُن روحانی حقائق کو تسلیم کرے۔ جو خدا اور اُس کی پاک کتاب نے بیان فرمائے ہیں۔ ہم روزانہ یہ جو نمازیں پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ توحید پر ایمان لاتے ہیں۔ آخر کس لئے۔ اِسی لئے کہ ہمارے اندر ایسی روح پیدا ہو۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نصرت دائمی طور پر جذب کر سکیں۔ پس روحانیات میں خُسران سے بچنے کی پہلی شرط اٰمنوا ہے۔ یعنی اُن حقائق کو جاننا اور تسلیم کرنا جن کو مذہب پیش کرے۔ خواہ وہ باتیں بظاہر کتنی ہی معمولی دکھائی دیتی ہوں۔ بہت دفعہ بعض باتیں معمولی خیال کی جاتی ہیں۔ مگر اُن کے نتائج نہایت اہم ہوتے ہیں۔ مثلاً مسیحِ ناصری کی زندگی اور اُن کے آسمان سے نزول پر ایمان رکھنا بظاہر نہایت معمولی مسئلہ دکھائی دیتا ہے۔ اور کئی مسلمان کہہ دیتے ہیں۔ کہ اس کے ماننے سے کونسا حرج لازم آجاتا ہے حالانکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے یہی دو مسائل تھے۔ جن کے غلط طور پر سمجھنے سے مسلمان بحیثیت قوم تباہ ہو گئے۔ عام طور پر اِنہی دو عقیدوں میں دُنیا گرفتار تھی۔ اور اِسی عقیدۂ حیاتِ مسیح کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ ادب اور احترام مسلمانوں کے دلوں میں نہ رہا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس عقیدہ کو تسلیم کر لینے کے معنے یہ ہیں۔ کہ روحانی امور میں ہمارے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی نہیں۔ بلکہ آپ کی امت کے سوا باہر سے کسی کے آنے کی حاجت ہے۔ اور اسی وجہ سے قرآن کریم کی طرف سے توجہ ہٹ گئی۔ اور اُس پر غور و فکر اور تدبّر کی عادت مفقود ہو گئی۔ ورنہ اگر یہ ایمان ہوتا۔ کہ مسیحؑ نے کہیں باہر سے نہیں آنا۔ بلکہ امت محمدیہ میں سے ہی ہونا ہے۔ اور اِسی قرآن کے طفیل بننا ہے۔ تو کتنے غور اور فکر سے۔ مسلمان قرآن مجید پڑھتے اور پھر اس پر عمل بھی کرتے۔ ہر کوئی کہتا۔ ممکن ہے۔ مَیں ہی مسیح بن جاؤں۔ مگر اس مسئلہ نے اگر ایک طرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ادب اور احترام کم کر دیا۔ تو دوسری طرف قرآن کریم سے بے توجہی پیدا کر دی۔ یہی حال مسیح کی آمد ثانی کے عقیدہ سے ہوا۔ جب مسلمانوں نے یہ یقین کر لیا۔ کہ حضرت عیسٰےؑ آسمان سے اُتریں گے۔ اور سب کافروں کو مار کر دنیا میں اسلام پھیلائیں گے۔ تو اس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ مسلمانوں نے خود اشاعت اسلام کا کام چھوڑ دیا۔ مَیں جب حج کے لئے گیا۔ تو ایک عرب کے پاس میں نے تلوار دیکھی۔ وہ بڑے ناز سے اُٹھائے اکڑ اکڑ کر چل رہا تھا مَیں اس کے پاس گیا۔ اور انجان بنکر اُس سے پوچھا۔ یہ تلوار کس کام آتی ہے۔ اس نے عجیب طرح مسکرا کہا۔ آپکو پتہ نہیں۔ یہ لڑنے کے کام آتی ہے۔ میں نے کہا۔ کس موقع پر؟ کہنے لگا۔ لڑائی میں۔ مَیں نے کہا۔ لڑائی تو اس وقت بلقان میں ہو رہی ہے۔ پھر آپ نے اور کس دن کے لئے یہ تلوار رکھی ہوئی ہے۔ کیوں نہیں جاتے۔ اور دشمن کو پسپا کرتے۔ کہنے لگا۔ جب حضرت عیسٰےؑ آئینگے۔ اس وقت اس تلوار سے کام لیا جائیگا۔ تو اگر مسلمانوں کو یقین ہوتا۔ کہ مسیح خدا نے ہم میں ہی رکھا ہوا ہے۔ تو سارے مسلمان جد و جہد کرتے اور کہتے۔ ممکن ہے۔ ہم ہی مسیح بن جائیں۔ اور اس طرح مسلمانوں میں زندگی کی روح قائم رہتی۔ اور ان میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح کی صفات سے حصہ ملتا۔ مگر اس خیال نے کہ مسیح نے آسمان سے آنا ہے۔ اُنہیں اس جد و جہد سے محروم رکھا۔ نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ خدا نے صرف ایک کو مسیح بنا کر بھیج دیا۔ ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا۔ تو ہر شخص قرآن کریم کو خاص شوق اور محبت سے پڑھتا۔ اس پر عمل کرتا اور دیکھتا۔ کہ وہ خود بھی مسیح بن گیا ہے۔ تو مومنوں کی صفت بتلائی۔ کہ اٰمنوا وہ حقائق روحانیہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ خواہ انہیں وہ باتیں معمولی نظر آئیں یا اہم۔ بہر حال انہیں مانتے اور ان پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر بہت بے وقوف ہیں۔ جو خیال کرتے ہیں۔ کہ صرف ایمان ہی انہیں ابدی زندگی کا وارث بنا سکتا ہے۔ حالانکہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کی بجا آوری بھی ضروری ہے۔ فرماتا ہے۔ الّا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت۔ جب انہیں حقایق معلوم ہوتے ہیں۔ تو ان کے مطابق اعمال بھی کرتے ہیں۔ صرف قرآن کے پڑھ لینے سے انسان اُن برکات کا وارث نہیں ہو سکتا۔ جو اس کے عمل سے وابستہ ہیں۔ کسی کی جیب میں کونین پڑی ہو۔ اور وہ خوب جانتا ہو۔ کہ یہ بخار کو دور کر سکتی ہے۔ لیکن اگر نہ کھائے۔ اور بخار سے تڑپتا رہے۔ تو خالی اس کا علم اُسے کیا فائدہ دیگا۔ اِسی طرح کسی کو پیاس لگی ہو۔ اور پانی اس کے پاس موجود ہو۔ لیکن اگر وہ نہ پیئے۔ تو کیا اس کی پیاس اس سے دُور ہو جائے گی۔ اِسی طرح ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ضروری ہیں۔ بغیر اس کے انسان معرفت الٰہی حاصل نہیں کر سکتا۔ الّا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت میں یہی بتایا گیا ہے۔ کہ خالی حقایق سے واقف ہونا نجات کے لئے کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہوتا ہے۔ کہ انسان ان کے مطابق اپنی زندگی بھی بنائے۔ مگر عمل بھی وہ ہو جو عملوا الصّٰلحٰت میں شمار ہو۔ یعنی ایمان کے مطابق ہو۔ بہت ہیں۔ جو عمل کرتے ہیں۔ مگر ان کے اعمال ایمان کے مطابق نہیں ہوتے۔ بلکہ ایمان کچھ اور کہہ رہا ہوتا ہے۔ اور ان کا عمل کچھ اور ظاہر کر رہا ہوتا ہے۔ مَیں نے مسلمانوں سے سُنا۔ میں نے مسلمانوں میں سے احمدیوں کے موہنوں سے سُنا۔ میں نے احمدیوں میں سے قادیان کے رہنے والوں سے سُنا۔ کہ اگر ہم قرآن کی فلاں بات پر عمل کریں۔ تو تباہی آجائے۔ شاید تمہارے موہنوں سے یہ بات سُنکر استغفار نکلا ہو۔ ممکن ہے۔ میں نے بعض کی آواز سُن لی ہو۔ اور بعض کی آواز میرے کان تک نہ پہنچی ہو۔ لیکن شاید اب بھی تم میں سے بعض کے عمل اسی طرح ہوں۔ جیسے پہلے تھے۔ اور ممکن ہے۔ اُن کے خیالات میں کچھ بھی تغیر پیدا نہ ہؤا ہو۔ حقیقت یہی ہے۔ بہت لوگ عمل کرتے ہیں۔ مگر ان کے اعمال عملوا الصّٰلحٰت کی ذیل میں نہیں آتے۔ یہاں بتلایا ہے۔ کہ قرآن پڑھو۔ سوچو اور سمجھو۔ مگر پھر اس کے مطابق عمل بھی کرو۔ تب نجات ہوگی۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵

پھر اکیلا انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ دوسروں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرے۔ انسان کو خدا نے بنایا ہی ایسا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کی مدد اور سہارے کا محتاج ہے۔ اب کتنا ہی

مضبوط آدمی ہو۔ مگر وہ کسی چیز سے ٹیک اور سہارا لگائے ہو۔ اگر وہ سہارا ہٹا لیا جائے تو یقیناً گر جائیگا۔ اسی طرح جبکہ ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج اور اس پر سہارا لئے کھڑا ہے۔ تو یہ تبھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ جب دوسرے بھی محفوظ ہوں۔ وگرنہ جب دوسرے تباہ ہونگے۔ اس کی تباہی بھی لازمی ہوگی۔ اس سے زیادہ جھوٹا قول اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ کہ تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو۔ صرف اس صورت میں کہ اس کے معنے لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم والے لئے جائیں۔ اور کسی صورت میں بھی یہ صحیح بات نہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ جھوٹا مسئلہ اور کوئی نہیں۔ کہ انسان دوسرے کی مدد کے بغیر اکیلا بھی ترقی کرسکتا ہے یا ممکن ہے۔ کہ پاس والا گھر بیماری میں مبتلا ہو۔ اور اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ صرف اس صورت میں جب ہمسائے کی اصلاح ہو۔ یہ بچ سکتا ہے۔ ہر بدی اور بدکاری ایک آگ ہے۔ جو انسانی روح کو جلادیتی ہے۔ اب آگ جب جلے۔ تو وہ ایک جگہ نہیں رہتی۔ بلکہ پھیلتی ہے۔ خدا نے قرآن مجید میں اسی لئے شیطان کے منہ سے کہلوایا ہے۔ خلقتنی من نار جس کے معنے یہی ہیں۔ کہ شیطانی تحریکات آگ ہوتی ہیں۔ جس قدر جلد ممکن ہوسکے۔ انہیں بجھاؤ۔ ورنہ وہ اپنے اردگرد کی اشیاء کو بھی جلاکر راکھ کردیگی۔ اگر تمہارے ہمسائے میں کوئی بدی ہو۔ اُسے جلد سے جلد دُور کرو۔ یہ سمجھ لو۔ کہ وہ ایک آگ ہے۔ جو تمہارے سامنے لگی ہوئی ہے۔ پس تم امن میں تبھی آؤگے۔ جب اسے نصیحت کے چھینٹوں سے ٹھنڈا کروگے۔ اور اس کی بدی کو اس سے دور کردوگے۔ تو یہاں مومن کا شیوہ بتایا ہے۔ کہ وہ دوسروں کو بھی ایمان کی وصیت کرتے ہیں۔ اس جگہ ایمان کے مقابل حق کا استعمال بتاتا ہے۔ کہ حق کے معنے صداقتوں کا اقرار ہے۔ یعنے مومن دوسروں سے کہتے ہیں۔ صداقتوں کا اقرار کرو۔ اور حق وراستی دنیا میں پھیلاؤ۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

پھر مومنوں کی ایک اور صفت بتلائی۔ اور وہ یہ کہ وہ دائمی عمل کرتے ہیں۔ دراصل ایمان کا تعلق بھی اسی کیفیت سے ہے۔ جو دائمی ہو۔ ہم جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ بھی دائمی ہے۔ ملائکہ۔ انبیاء کی صداقتوں کا اقرار بعث مابعد الموت سب پر اسی لئے ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ ان کا دائمی سلسلہ ہے۔ عارضی نہیں۔ تو بتلایا۔ کہ مومن استقلال سے عمل کرتے ہیں۔ اور ہر دن اور ہر رات اپنا قدم ترقی اور بلندی کی طرف بڑھاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ ایک انسان عمل محدود کرتا ہے۔ مگر جنت اُسے کیوں غیر محدود ملتی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اُس کی نیت تو غیر محدود اعمال ہی کی تھی پس وتواصوا بالصبر۔ میں یہی بتایا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ ہمیشہ عمل کی نیت کرو۔ اگر درمیان میں موت آجاتی ہے۔ تو اس سے اگرچہ اعمال میں انقطاع ہوجاتا ہے۔ مگر چونکہ ہماری نیت دائمی عمل کی تھی۔ اِس لئے ہمیں اس کا غیر محدود بدلہ ملیگا۔ ہم نے کب کہا تھا۔ کہ ہم عمل نہیں کرتے پس دائمی اعمال سے انسان کو ابدی زندگی ملتی۔ اور خدا کی رضا کا انسان وارث بن جاتا ہے ؛

سُورۃ الھمزۃ

(۸ اگست ۱۹۳۰ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَیں اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

وَیْلٌ

عذاب ہے۔ سرزنش اور تنبیہ ہے۔

لِکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃِ

ہر ھُمَزَہ اور لُمَزَہ پر۔ ھُمَزَہ ھَمَزَ سے نکلا ہے۔ جس کے معنے بدلہ لینے یا مارنے یا ٹھکرانے کے ہوتے ہیں اسی طرح کاٹنے کو بھی ھَمَزَہ کہتے ہیں۔ اور غیبت کرنے کو بھی ھَمَزَہ کہتے ہیں۔ اور ھَمَزَ کے معنے توڑ دینے کے بھی ہیں۔ اور ھَمَزَہ کہتے ہیں۔ ھمز الشیطانُ الانسان۔ اُس کے دل میں شیطان نے وسوسہ پیدا کیا۔ اور ھمزہ کے معنے زمین پر گرا دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ اور ھمزہ کے معنے نچوڑنے کے بھی ہیں۔ اور ھُمَزَۃ اس سے اسم ہے۔ جو مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ کہیں گے فلانٌ ھمزۃ و فلانۃ ھمزۃ مذکر کے لئے بھی ھمزہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور مؤنث کے لئے بھی ھمزہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

جو معانی میں نے بیان کئے ہیں۔ انکو مدنظر رکھتے ہوئے ھُمَزَہ درحقیقت ایسے شخص کو کہیں گے۔ جو غیبت کے انتہائی درجے پر پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے معنوں میں اصل میں گرا دینا۔ توڑ دینا اور کاٹنا آتا ہے۔ اور غیبت کے لئے درحقیقت یہ لفظ اسی لئے استعمال ہوتا ہے کہ اس کی غرض دوسرے کو نقصان پہنچانا ہوتی ہے۔ پس درحقیقت ایسے غیبت کرنے والے کے لئے ھُمَزہ کا لفظ استعمال ہوگا۔ جسکی غیبت محض عادتاً نہیں اتفاقی نہیں۔ بلکہ نیت ہے۔ کہ دوسرے کو نقصان پہنچائے۔ بسا اوقات ایک شخص اس طرح غیبت کرتا ہے۔ کہ اُسے پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ یہ غیبت ہے۔ یونہی بات کہہ دیتا ہے اور یہ بھول جاتا ہے۔ کہ اس سے کسی کو نقصان پہنچیگا۔ وہ اُسے غیبت سمجھتا ہی نہیں۔ بلکہ خیال کرتا ہے۔ کہ اس کے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابھی مجھے اپنا ایک واقعہ یاد آگیا۔ شملہ میں ایک شخص کے سامنے میں بے اختیار ایسی بات کہنے لگا۔ کہ مجھے خیال نہ رہا۔ اس کے سامنے مجھے نہیں کہنی چاہیئے۔ کسی شخص کا عام ذکر تھا۔ اور وہ ہر شخص کے سامنے ہم کہہ سکتے تھے۔ مگر بعض مصالح کے لحاظ سے اُس شخص سے اس کا ذکر غیر مناسب تھا۔ مَیں نے بات شروع ہی کی تھی۔ کہ ایک اور شخص نے نہایت ہوشیاری سے یہ بات یاد کرادی۔ تب مَیں رُک گیا۔ اب یہ بھی اگر نیت کے ساتھ میں بات کرتا۔ تب بھی دوسرے کو نقصان پہنچ جاتا۔ اور اگر میں بغیر نیت کے کرتا تب بھی اسکا نقصان ہوجاتا۔ مگر چونکہ میری اپنی نیت ایسی نہ تھی۔ اِس لئے یہ الگ صورت تھی۔

پس وہ شخص جو بھولے سے اور بغیر ارادے کے ایسی بات کر بیٹھے۔ اور نقصان پہنچانے کا ارادہ نہ ہو۔ اس کو ھمزہ نہیں کہنے۔ بے شک یہ کہیں گے۔ کہ اس کے لئے یہ بات کہنی غیر مناسب تھی۔ مگر ھمزہ نہیں کہیں گے۔ ھمزہ ایسے شخص کی نسبت ہی کہیں گے۔ جو ایسی غیبت کرتا ہے۔ جس کی غرض توڑنا اور نقصان پہنچانا ہے۔ اور لُمَزَہ لَمَزَ سے نکلا ہے۔ کہینگے لمزہ یلمز لمزاً۔ عابہٗ۔ اُس پر عیب لگایا۔ یا یہ کہ اس کی طرف کسی مخفی کلام کے ذریعہ سے عیب کا اشارہ کیا۔ لمزہ عیب لگانے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور مخفی اشاروں کے ساتھ دوسرے کی طرف عیب منسوب کرنے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ بسا اوقات بعض لوگ اشاروں میں ایسی بات کہہ جاتے ہیں۔ کہ اگر انہیں پکڑیں۔ تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ مَیں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی۔ مثلاً لہجہ بگاڑ کر کوئی بات کہہ دینا۔ کسی شخص کا ذکر آئے۔ تو کہنا "جی میں اُسے خوب جانتا ہوں" اب یہی فقرہ ایک لہجہ میں تو اچھا ہے۔ مگر دوسرے لہجہ میں بُرا۔ اور دونوں میں

ایڈریس بخدمت خان ذوالفقار علی خان صاحب

از طرف

ممبران مجلس نظارت

۱۰ ر اگست بعد نماز مغرب مدرسہ احمدیہ کے صحن میں جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب کو دعوت طعام دیگئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھی رونق افروز تھے۔ اور ایڈریس پیش کیا۔ جو جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ۔ ایم ۔ اے ۔ نے پڑھا۔ ذیل میں وہ ایڈریس اور اس کے جواب میں خان صاحب موصوف کی تقریر درج کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر

مکرم و محترم خان صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۔ اس وقت ہم آپ کو الوداع کہنے کے لئے جمع ہوئے ہیں ۔ اور ہماری خوش قسمتی ہے ۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس مجلس میں تشریف لاکر ہمیں عزت بخشی ہے ۔ مکرم خان صاحب! آپ ایک عرصہ تک ناظر امور عامہ اور اس کے بعد کئی سال تک ناظر اعلےٰ کے عہدہ پر فائز رہے ہیں ۔ اور اب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ہم سے جدا ہو رہے ہیں ۔ جدائی کا احساس ایک فطری احساس ہے ۔ جو ہر انسان کے دل میں کم و بیش پایا جاتا ہے ۔ لیکن ہر شخص جس نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سیکرٹری کے طور پر دوسرے سیکرٹریوں کی رفاقت اور تعاون میں کام کیا ہو ۔ اس کے لئے اپنے رفیق اور خصوصاً سینیر رفیق کی جدائی ایک خاص درد کا احساس رکھتی ہے ۔ اور ہم یقین کرتے ہیں ۔ کہ آپ بھی اسی احساس بلکہ اس سے بڑھے ہوئے احساس کے ساتھ ہم سے جدا ہو رہے ہیں ۔ کیونکہ آپ کے دل میں اپنے رفقاء کی جدائی کے علاوہ اپنے پیارے امام اور مرکز سلسلہ کی ظاہری جدائی کا احساس بھی طبعاً درد پیدا کر رہا ہو گا۔

ہمارے لئے بوجہ آپ کے جونیر رفیق کار ہونے کے مناسب نہیں ہے ۔ کہ ہم آپ کے کام کے متعلق کچھ عرض کریں ۔ کیونکہ یہ کام درحقیقت بالا افسر نگران کار کا ہوتا ہے نہ کہ جونیر کارکنوں کا ۔ مگر اس موقعہ پر ہم اس بات کے اظہار سے نہیں رک سکتے ۔ کہ باوجود بعض موقعوں پر اختلاف رائے ہو جانے کے جو کہ طبعاً کام کرنے والوں میں ہو جایا کرتا ہے ۔ آپ کا وجود ہمارے خیال میں نظام سلسلہ کے لئے ایک مفید اور بابرکت وجود رہا ہے ۔ اور ہم سب اس ہدایت اور رعایت کو دلی قدر کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ جو بحیثیت ناظر اعلےٰ کے آپ کی طرف سے ہمیں وقتاً فوقتاً پہونچتی رہی ہے ۔ اپنا محکمانہ کام کا تجربہ جو آپ نے سرکاری اور ریاست کی ملازمت کے دوران میں حاصل کیا تھا ۔ ہمارے دفاتر کے بہت سے مسائل کے طے کرنے میں مفید اور کارآمد ثابت ہوا ہے ۔ اور باوجود اس پیرانہ سالی اور بہت سے خانگی تفکرات کے جس شوق اخلاص اور جانفشانی اور شگفتگی سے آپ نے اپنے فرائض کو سرانجام دیا ہے ۔ وہ حقیقی تعریف اور شکریہ کا مستحق ہے ۔

ہماری دعا ہے ۔ کہ جیسا کہ آپ کا بھی دلی ارادہ ہے ۔ اللہ تعالےٰ آپ کو پھر قادیان میں واپس لاکر اپنے امام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور جب تک آپ ہم سے جدا ہیں آپ کو اپنے نئے حلقہ کار میں سلسلہ کی بہتر سے بہتر خدمات بجالانے کی توفیق دے ۔

بسلامت روی و باز آئی

آخر میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بصد عجز و انکسار درخواست کرتے ہیں ۔ کہ وہ جہاں ہم سے جدا ہونے والے بھائی کے لئے دعا فرمائیں ۔ وہاں ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے سلسلہ کی خدمت اور اپنے امام کی اعانت و اطاعت میں کامل نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور ہم سے وہ کام لے جو اس کی اور اس کے مقدس خلیفہ کی رضا و خوشنودی کا موجب ہو ۔ آمین

(ہم ہیں ممبران مجلس نظارت صدر انجمن احمدیہ قادیان)

جناب خان صاحب کی جوابی تقریر

آقائی و مرشدی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۔ مکرم و محترم رفقاء کار اور پیارے بھائیو! دل تو بہت کچھ کہنے کو چاہتا ہے ۔ مگر میرے قلب کی عالت آپ کو معلوم ہی ہے ۔ اس لئے میں جرأت نہیں کر سکتا ۔ کہ اپنے جذبات کو ڈھیل دوں ۔ آپ کو معلوم ہے ۔ میں بہت

رقیق القلب

ہوں ۔ اور ایسے وقت میں جبکہ میں جدا ہو رہا ہوں ۔ میری جو حالت ہو سکتی ہے ۔ وہ ظاہر ہے ۔ جدائی معمولی شناسائی کے بعد بھی دردناک ہوتی ہے ۔ کجا اس آقا اور ان رفیقوں اور ان بھائیوں کی جدائی جن کے لئے عزیز سے عزیز رشتہ داروں کو قربان کر دینا معمولی بات ہے ۔

میں نے کبھی خیال نہ کیا ۔ کہ میں سلسلہ کی کسی خدمت کے لائق ہو سکتا ہوں ۔ مگر میرے پیارے ہادی اور آقا کی ذرہ نوازی نے مجھے اس قابل بنا دیا ۔ کہ میں کچھ نہ کچھ خدمت کر سکوں ۔ اور میں سمجھتا ہوں ۔ میری زندگی کے

سب سے بہترین ایام

یہی تھے ۔ جو میں نے اپنے رفیق اور شفیق آقا کے ظل عاطفت میں رہ کر گذارے ۔ سلسلہ کی خدمت کرنے سے بڑھکر دنیا میں اور کیا خوش قسمتی ہو سکتی ہے ۔ دنیا کے کیڑے بن کر اپنے اور اپنے بال بچوں کے پیٹ پالنے کا کام تو حیوان بھی کرتے ہیں ۔ اگر ہم نے بھی اتنا ہی کیا ۔ تو کیا کیا ۔ مگر ہم خدا کے فضل سے ایسا نہیں کرتے ۔ بلکہ ہم میں سے ہر ایک

خدا کے دین کی خدمت

سب سے مقدم سمجھتا ہے ۔ میں تو اپنے آپ کو بہت بد قسمت سمجھتا ہوں ۔ کہ میں ایسے وقت میں سلسلہ کی خدمات میں داخل ہوا ۔ جبکہ ہمت اور طاقت کم ہو چکی اور پیرانہ سالی نے گھیر لیا تھا ۔ اگر ابتدا سے مجھے خدمت کا موقعہ ملتا ۔ تو آپ کی طرح میں بھی خدمت کر سکتا ۔ مگر الحمدللہ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے موقعہ تو دیدیا ۔ اور میں امید رکھتا ہوں ۔ کہ میرے شفیق اور مہربان مرشد کی دعائیں گوارا نہ کریں گی ۔ کہ میں آپ سے زیادہ عرصہ کے لئے دور رہوں ۔ اور امید رکھتا ہوں ۔ کہ خدا تعالیٰ مجھے پھر موقعہ دیگا ۔ کہ میں اپنے رفقاء کے ساتھ اسی طرح کام کروں ۔

اپنے کام کے متعلق

مجھے خوب احساس ہے ۔ کہ میں اس طرح نہ کر سکا جس طرح مجھے کرنا چاہئے تھا ۔ اسکی دو وجہیں تھیں ۔ ایک تو یہ کہ میں بچپن سے اس طرح نہ سدھایا گیا تھا ۔ کہ سلسلہ کے کام بخوبی کر سکتا ۔ میری تربیت حکومت کے رنگ میں کام کرنے کے متعلق ہوئی تھی ۔ مگر یہاں اس طرح کام نہیں کیا جا سکتا ۔ بلکہ یہاں

خادم بن کر

عزت حاصل کی جا سکتی ہے ۔ سرکاری محکموں میں حکومت کے ذریعہ ایک بڑا بھی کام چلا لیتا ہے ۔ مگر یہاں کام کرنے کے لئے روحانی تربیت کی ضرورت ہے ۔ پس اس کام میں اور اُس کام میں

ہوئیں ساری عمر کرتا رہا۔ بہت فرق تھا۔ اس وجہ سے میں اس طرح نہ کر سکا۔ جس طرح کرنا چاہیئے تھا۔ اور جس طرح میں کرنا چاہتا تھا۔ تاہم خدا تعالٰے کا شکر ہے۔ کہ اس نے مجھے موقعہ دیا۔ اور میں نے یہ فخر حاصل کیا۔ ذاتی طور پر میری یہ قطعاً خواہش نہ تھی۔ کہ یہاں سے جاؤں مگر اللہ تعالٰے ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ میرے آقا نے کن مصلحتوں کے ماتحت پسند فرمایا۔ اور چند روز کے لئے مجھے جُدا کیا۔ میں تو چند روز کے لئے ہی کہوں گا۔

میں ایک بار پھر اعتراف کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے

نفس کی کمزوری

کی وجہ سے اچھی طرح کام نہ کر سکنے کی وجہ سے شرمندہ ہوں۔ اور آپ سے دُعا اور معافی کا خواستگار ہوں ممکن ہے۔ میں کبھی آپ کے لئے تکلیف کا موجب ہوا ہوں۔ پھر یہ بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ میرے پیچھے بھی آپ حضور سے میرے لئے دعا کی درخواست کرتے رہیں۔ اور حضور کے آگے تو میں

سراپا التجا

ہوں۔ میں نے حضور کے سایۂ عاطفت اور دعاؤں میں پرورش پائی ہے۔ اور آیندہ بھی اس کا محتاج ہوں۔ اور اس وقت تک محتاج ہوں۔ جب تک حضور کے ہاتھ کی مٹی لے کر دنیا سے نہ جاؤں۔

ہیضہ کا مُجرّب نسخہ

اخبار الفضل ۱۹ اگست ۱۹۳۰ء میں ہیضہ کے انسداد کی تدابیر لکھی ہوئی دیکھ کر میں نے خیال کیا۔ کہ رفاہ عام اور ہمدردی خلائق کے لحاظ سے جو ہم احمدیوں کے لئے دس شرائط بیعت میں لازمی قرار دیگئی ہے۔ یہ نسخہ جو سہل الوصول اور میرا تجربہ شدہ ہے۔ شائع کر دوں۔ وہ یہ ہے۔ آکھ جسکو مدار اور بنگال میں اکند کہتے ہیں۔ اس کے تین پتے جو خود بخود درخت سے گرے ہوئے ہوں۔ آگ سے جلالیں۔ اور راکھ کریں۔ اسی راکھ کو تین چھٹانک پانی میں گھول لیں۔ اسکا آب زلال صرف تین دفعہ کر کے آدھ آدھ گھنٹہ کے فاصلہ سے مریض کو جسے ہیضہ ہو گیا ہو۔ پلا دیں۔ اور کچھ نہ ملائیں۔ اول تو ایک ہی خوراک سے بفضلہ تعالٰے فائدہ ہوگا۔ ورنہ دوسری خوراک میں قے۔ دست بند ہو کر بدن گرم ہو جائیگا۔ اور تیسری خوراک میں انشاء اللہ آرام ہو جائیگا۔ اور مریض کو بخار ہو کر نیند آجائیگی۔

(خاکسار:۔ سراج الحق نعمانی)

مُسلمانانِ ڈھاکہ مصائب میں

عزیز برادرانِ اسلام۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔

ڈھاکہ جیسے تاریخی شہر میں ایک مہینے سے مسلسل خوفناک قومی فتنہ انگیزیاں ملکی بدامنیوں کا جو حشر برپا کر رہی ہیں۔ آپ اس سے ضرور واقف کار ہونگے۔ یہ ناگفتہ بہ حالات اور افسوسناک واقعات کشت و خون غارتگری اور آتش زدگی۔ ملکی تاریخ میں اپنا نظیر نہیں رکھتیں اور ان کا اثر شہر کے غریب مسلمانوں پر جو خود ہی غربت و افلاس میں دم توڑ رہے تھے۔ نہایت ہی جانگسل ہوا جو نقصانات مسلمانوں کے جان و مال کے بحیثیت ایک قوم کے ہوئے۔ وہ دائرہ تحریر سے باہر ہیں۔

شہر کی مسلم آبادی۔ جس کا زیادہ تر حصہ مزدور پیشہ اور غریب تاجروں پر مشتمل ہے۔ پوری تباہی و بربادی میں مبتلاء ہو گئے ہیں۔ مزید برآں مخالف قوم کے شدید مقاطعہ نے جو مسلمان پیشہ اور تجارت کے ساتھ کی گئی ہے۔ اور جس وجہ سے یہ لوگ بے روزگار ہو گئے ہیں۔ ان مصائب و آلام کو اور دوبالا کر دیا۔ لہذا مسلمانوں کی ان سخت ترین تکالیف کی اصلاح۔ عالمگیر بائیکاٹ کی سختی۔ و مفسدانہ حرکات کے خطرناک نتائج کو رد کرنے کے لئے بہ اشد ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کی امداد کے لئے ایک کافی رقم مہیا کی جائے۔ فارغ البال چند مسلمانان ڈھاکہ جو شہر میں اکا دکا نظر آتے ہیں۔ اُنکی قلیل استعانت ضروریات کے لحاظ سے نہایت ناکافی ہے۔ اور تاوقتیکہ ایک مستحکم مالی امداد بیرونجات سے نہ پہنچے۔ یہ خدشہ قوی ہے۔ کہ نتائج نہایت خوفناک ہونگے۔ اور یہ بھی ڈر ہے کہ عنقریب ڈھاکہ سے مسلمانوں کی بیخکنی نہ ہو جائے۔

یہ بھی درج کر دینا شاید بے جا نہ ہوگا۔ کہ بنگالے کے اس قدیم شہر میں اسلامی طاقت کا تنزل مسلمانان بنگال کی اجتماعی ہیئت کے لئے مُہلک ثابت ہوگا۔ اگر اس پر غور کریں۔ کہ بنگال ہندوستان کی کل مسلم آبادی کا نصف ہے۔ تو آپ خود محسوس کرینگے۔ کہ اس قسم کا کوئی حادثہ سیاسی و ملی نقطہ نظر سے ہندوستان میں اسلام کے حق میں اہم ترین ضرر رساں ہوگا۔

اِس ضلع کے مسلمانوں کی طرف سے ہم لوگوں نے ایک ریلیف فنڈ کمیٹی قائم کیا ہے۔ جس میں نہایت معتمد نمایندے لئے گئے ہیں۔ جن کی دیانت و اخلاص مسلّم ہے۔

مصیبت زدہ مسلمانان ڈھاکہ اس مصیبت کا سامنا کرتے ہوئے اپنے اڑے وقت میں کچھ امداد کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ اور اسلامی اخوت کے نام سے ہر مسلمان بھائی کے پاس التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ کافی رقم چندہ دیں اور اپنے ان غریب و فاقہ کش بھائیوں کی افسوسناک مصیبت کی دادرسی میں حتی الامکان شرکت سے عند اللہ ماجور ہوں۔

کل چندہ ٹریزرر۔ خان بہادر قاضی ظہیر الحق صاحب نمبر ۲ عاشق لین ڈھاکہ کے نام ارسال ہو۔ اور خط و کتابت سکرٹری۔ سید عبدالسلیم و محمد یحیٰی صاحبان نمبر ۱۲۹ بنگسال روڈ ڈھاکہ کے نام کی جاسکے:

(خادم الاسلام:۔ لفٹننٹ خواجہ حبیب اللہ نواب ڈھاکہ۔ پریزیڈنٹ۔ ڈھاکہ مسلم ریلیف فنڈ کمیٹی)

انعامی مضامین کے متعلق اعلان

میلاد کمیٹی کا یہ دیرینہ اہم مقصد ہے۔ کہ ہر سال حضور رسول کریم صلعم کے اسوہ حسنہ و محاسن اسلام پر دوریجدید و قدیم کے محترم اہل قلم و طلباء کالج کو ہم بزم مضمون نگاری کرے۔ حسبکہ امسال بھی حسب ذیل مضامین تجویز کئے گئے ہیں۔ فاضل ادیبوں کی تنقید کے بعد بہترین مضمون نگار و مقرر کو طلائی تمغہ پیش کیا جائیگا۔ مسابقتی مضامین واپس نہ کئے جائینگے۔ اور فیصلہ ممتحنین قطعی سمجھا جائیگا۔ (۱) "اسلام و اصلاح الاقوام" یہ عنوان کل ہندوستان کے اہل قلم حضرات کی طبع آزمائی کیلئے تجویز کیا گیا ہے مضمون فلسکیپ کے پندرہ صفحوں سے متجاوز نہ ہو۔ اور ایک ہی رخ پر صاف خط میں لکھا جا کر سربمہر لفافہ میں ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ تک معتمد مجلس جشن میلاد النبی سکندرآباد کے پتہ پر آنا چاہیئے۔

(۲) "پیغمبر عرب (صلعم) کے احسانات دنیا پر" یہ عنوان طلباء مدرسہ نظامیہ کالج ہائے حیدرآباد کی تقریری مسابقت کیلئے تجویز ہوا ہے۔ نیز یہ طے پایا ہے۔ کہ مسابقت کنندے بتاریخ ۲۶ ربیع المنور جلسہ بعد نماز جمعہ (۲) بجے اسلامیہ ہائیسکول سکندرآباد میں جمع ہو کر تین فاضل ممتحنین و حاضرین جلسہ کے روبرو اپنی اپنی باری سے تقریباً ۱۵ منٹ تقریر کریں۔

مقررین اپنے ہمراہ کوئی کتاب یا یادداشت نہ رکھیں۔ البتہ وہ ۴ × ۶ انچ کے کاغذ پر کچھ نوٹ لکھ لانے کے مجاز ہونگے۔ (۳) "رسول اکرمؐ کے بچپن و جوانی کے حالات اور اُنسے طالبعلموں کو سبق" یہ عنوان طلباء ہائی اسکول ہائے حیدرآباد و مضافات کی تحریری مسابقت کیلئے تجویز ہوا ہے۔ طلباء بتاریخ ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۹ھ روز یکشنبہ دن کے دس بجے اسلامیہ ہائی اسکول سکندرآباد میں جمع ہو کر ٹھیک ۱۰ بجے سے ایک بجے تک مشغول تحریر مضمون ہوں۔ فلسکیپ کے ۶ سے ۸ صفحات پر مضمون ختم ہو جانا چاہیئے۔ مسابقت کنندوں کو کوئی کتاب نوٹ یا یادداشت ہمراہ لانے کی اجازت نہ ہوگی:

(العبد:۔ معتمد جشن میلاد النبی سکندرآباد)